رؤیت ہلال میں حساب فلکی والوں کا قیاس کرنا ایک تحقیقی جائزہ

مؤلف

مفتی عبدالوہاب حسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقہ اسلامی کے باب میں تین طرح کی تقسیم ہوتی ہے۔

(۱) اہل الحدیث

(۲) اہل الرائے

(۳) اہل البدعۃ

اہل الحدیث یہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے، پہلا "اہل" دوسرا "حدیث"۔

لغوی اعتبار سے اہل کے معنی ہے "والا" اور حدیث کے معنی ہے "گفتگو، بات چیت"۔

حدیث کی اصطلاح تعریف: " فهو ما نُقل عن رسول الله ﷺ من قولٍ، أو فعلٍ، أو تقريرٍ، أو صفةٍ. "۔

تو اہل الحدیث کا معنی ہوا حدیث والا ہونا۔

رائے کا لغوی معنی: رائے، اعتقاد[1]۔

رائے کی اصطلاحی تعریف: وأما الرأي :فاستخراج صواب العاقبة.

فمن وضع الرأي في حقه، واستعمل النظر في وضعه، سدده إلى الحق المطلوب، كمن قصد الجامع يسلك طريقه ولم يعدل عنه أداه إليه وأورده عليه[2]۔

ان تمام تعریفات سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ رای مسائل شرعیہ میں ان تخریجات اور استنباط کا نام ہے جو ادلہ شرعیہ میں غور و فکر کے بعد قائم کی جاتی ہے۔ رای کو بسا اوقات قیاس کے بھی معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی

---

[1] مصباح اللغات ص ۲۷۲ ط خزینہ علم و ادب لاھور پاکستان

[2] العدۃ فی اصول الفقہ ج ۱ ص ۱۸۴

نص نہ ہونے کی صورت میں اجتہادی آراء کو بھی رائے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جناب نبی کریم ﷺ نے یمن کی جانب بھیجا اور پوچھا کہ تم کیسے فیصلہ کروگے تو انہوں نے کہا کہ قرآن اور سنت کے بعد کہا کہ اجتہد رای۔

خلاصہ یہ نکلا کہ اہل حدیث "حدیث بیاں" تھے اور وہ آپ ﷺ کی حدیث کی علتوں کو تلاش نہیں کیا کرتے تھے جبکہ اہل الرائے "حدیث بیاں کے ساتھ ساتھ حدیث داں" بھی تھے کہ وہ آپ ﷺ کی حدیث کی اصل علت کو تلاش کرکے مسائل کا استنباط کیا کرتے تھے۔

بدعت کی لغوی تعریف: بغیر نمونی کے بنائی ہوئی چیز۔[3]

اصطلاحی تعریف: بدعت ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کی اصل شریعت سے ثابت نہ ہو، یعنی قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں اس کا ثبوت نہ ملے اور رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرم رضی اللہ عنہم،، تابعین اور تبع تابعین رحمھم اللہ تعالیٰ کی زمانہ میں ان کا وجود نہ ہو اور اسے دین (ثواب) کا کام سمجھ کر کیا جائے۔[4]

ان تعریفات کے بعد ہم اصل بات اہل الحدیث اور اہل کی طرف آتے ہیں اور ان کی ابتداء کب سے ہوئی اس کی وضاحت کرتے ہیں، چنانچہ اہل الحدیث اور اہل الرائے کی ابتداء جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ سے ہوئی ہیں، اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی یہ دونوں حضرات موجود تھے۔ ایک مثال پیش کرتا ہوں جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی۔

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الأَحْزَابِ:لاَ يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ العَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ العَصْرَ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ :لاَ نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ :بَلْ نُصَلِّي، لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذَلِكَ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ "[5]۔

---

[3] مصباح اللغات ص ۵۱ ط خزینہ علم وادب لاهور پاکستان

[4] تعلیم الاسلام ج ۴ ص ۲۷

[5] صحیح بخاری ج ۵ ص ۱۱۲ ط دار طوق النجاۃ

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبیلہ بنو قریظہ میں جا کر نماز پڑھی انہوں نے آپ ﷺ کے ان الفاظ مبارک "لاَ يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ العَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ" پر عمل کیا اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے راستہ میں نماز پڑھی انہوں نے حدیث کے معنی پر غور کیا چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "فَأخذ بعض الصَّحَابَة بِهَذَا الْمَفْهُوم نظرا إِلَى الْمَعْنى لَا إِلَى اللَّفْظ فصلوا حِين خَافُوا فَوَات الْوَقْت وَأخذ آخَرُونَ بِظَاهِر اللَّفْظ وَحَقِيقَته وَلم يعنف الشَّارِع وَاحِدًا مِنْهُمَا لأَنهم مجتهدون فَفِيهِ دَلِيل لمن يَقُول بِالْمَفْهُومِ وَالْقِيَاس ومراعاة الْمَعْنى وَلمن يَقُول بِالظَّاهِرِ أَيْضا"[6]۔

لہذا اہل الحدیث اور اہل الرائے کی ابتداء جناب نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک سے تھی اور آپ ﷺ کا اس واقعہ کے بعد کسی بھی صحابی پر نکیر نہ فرمانا یہ اس کی مشروعیت کی دلیل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک مثال یہ بات اور زیادہ واضح ہو جائے گی چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:الوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، وَلَوْ مِنْ ثَوْرِ أَقِطٍ، قَالَ :فَقَالَ لَهُ -- ابْنُ عَبَّاسٍ :يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَتَوَضَّأُ مِنَ الدُّهْنِ؟ أَنَتَوَضَّأُ مِنَ الحَمِيمِ؟ قَالَ :فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ:يَا ابْنَ أَخِي، إِذَا سَمِعْتَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَا تَضْرِبْ لَهُ مَثَلًا"[7]۔

اس روایت سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا سوال کرنا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا جواب ارشاد فرمانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں بھی بعضے صحابہ کرام علیہم الرضوان حدیث کے الفاظ کو لیتے تھے اور بعضے صحابہ کرام علیہم الرضوان معانی احادیث کو لیتے تھے جو کہ اہل حدیث اور اہل رائے کی قبیل میں سے ہیں۔

تابعین کے دور میں اہل الرائے (فقہاء کرام):

---

[6] عمدۃ القاری ج٦ ص٢٦٥ دار إحياء التراث العربي-بيروت

[7] سنن الترمذی ج١ ص١١٤ ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي

"وَقَالَ الزُّهْرِيُّ :كُنْت أَطْلُبُ الْعِلْمَ مِنْ ثَلَاثَةٍ: سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَكَانَ أَفْقَهَ النَّاسِ، وَعُرْوَةَ بْنُ الزُّبَيْرِ وَكَانَ بَحْرًا لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ، وَكُنْت لَا تَشَاءُ أَنْ تَجِدَ عِنْدَ عُبَيْدِ اللَّهِ طَرِيقَةً مِنْ عِلْمٍ لَا تَجِدُهَا عِنْدَ غَيْرِهِ إلَّا وَجَدْت.

وَقَالَ الْأَعْمَشُ :فُقَهَاءُ الْمَدِينَةِ أَرْبَعَةٌ: سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَعُرْوَةُ، وَقَبِيصَةُ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ.
وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ :لَمَّا مَاتَ الْعَبَادِلَةُ – عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ –؛ صَارَ الْفِقْهُ فِي جَمِيعِ الْبُلْدَانِ إلَى الْمَوَالِي؛ فَكَانَ فَقِيهُ أَهْلِ مَكَّةَ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ، وَفَقِيهُ أَهْلِ الْيَمَنِ طَاوُسٌ، وَفَقِيهُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، وَفَقِيهُ أَهْلِ الْكُوفَةِ إبْرَاهِيمُ، وَفَقِيهُ أَهْلِ الْبَصْرَةِ الْحَسَنُ، وَفَقِيهُ أَهْلِ الشَّامِ مَكْحُولٌ، وَفَقِيهُ أَهْلِ خُرَاسَانَ عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ، إلَّا الْمَدِينَةَ فَإِنَّ اللَّهَ خَصَّهَا بِقُرَشِيٍّ، فَكَانَ فَقِيهُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ غَيْرَ مُدَافَعٍ"[8]۔

تابعین کے دور میں اہل الحدیث (محدثون):

"وقال سفيان الثوري :حفاظ الناس أربعة إسماعيل بن أبي خالد وعاصم الأحول ويحيى بن سعيد الأنصاري وعبد الملك بن أبي سليمان"[9]۔

ان عبارات سے تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے دور میں اہل الحدیث اور اہل الرائے تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تقسیم واضح ہے۔

ان چند مثالوں سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اہل الحدیث یعنی محدثین کرام اور اہل الرائے یعنی فقہاء عظام جناب نبی اکرم ﷺ کے مبارک زمانہ سے موجود ہے اور موجودہ دور میں بھی یہ حضرات موجود ہیں اور جو لوگ حقیقتاً اہل الحدیث یا اہل الرائے ہیں وہ لوگ حقیقی طور پر قرآن اور سنت پر عمل کرنے والے ہیں۔

---

[8] اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۸ ط دار الکتب العلمیۃ-بیروت

[9] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۱۳ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت-لبنان

اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں کہ جو لوگ رؤیت ہلال میں حساب فلکی کو ترجیح دیتے ہیں یا اس کی اتباع کرتے ہیں وہ لوگ کیا اہل الحدیث ہے یا اہل الرائے ہیں ؟

اس سے پہلے بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ تمام امت کا اس حساب فلکی پر عمل نہ کرنے پر اجماع ہے لہذا امت کے اجماع اور اقوال علماء سے جب حساب فلکی پر عمل کرنا منع ثابت ہوا تو پھر حساب فلکی والے یا کہلائے اہل الحدیث یا اہل الرائے یا اس کے علاوہ وہ کس پر عمل کرنے والے ہیں ؟

اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے ہم قیاس (رائے) کے بارے میں گفتگو کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قیاس کی بحث بیان کرنے کے بعد موجودہ دور میں جو لوگ حساب فلکی پر عمل کرتے ہیں ان کا یہ عمل درست ہے یا نہیں اس کا فیصلہ کرنا آسان ہو گا۔

ادلہ (جس سے ہم مسائل کا استنباط کرتے ہیں) قیاس بھی اسی ادلہ میں ایک چوتھی قسم ہے پہلی قرآن کریم دوسری احادیث نبویہ تیسری اجماع اور چوتھی قسم قیاس ہیں اور اس کا دوسرا نام اجتہاد بھی ہے۔

قیاس کی لغوی تعریف:

قیاس کی لغوی تعریف میں مختلف اقوال ہیں۔

"وَصَاحِبُ " الصِّحَاحِ "، فَهُوَ مِنْ ذَوَاتِ الْوَاوِ وَالْيَاءِ. وَقَالَ ابْنُ مُقْلَةَ فِي كِتَابِ " الْبُرْهَانِ :" الْقِيَاسُ فِي اللُّغَةِ: التَّمْثِيلُ وَالتَّشْبِيهُ، وَإِنَّمَا يُعْتَبَرُ التَّشْبِيهُ فِي الْوَصْفِ أَوْ الْحَدِّ لَا الِاسْمِ. وَقَالَ الْمَاوَرْدِيُّ وَالرُّويَانِيُّ فِي " كِتَابِ الْقَضَاءِ :"الْقِيَاسُ فِي اللُّغَةِ مَأْخُوذٌ مِنْ الْمُمَاثَلَةِ، يُقَالُ :هَذَا قِيَاسُ هَذَا، أَيْ مِثْلُهُ، لِأَنَّ الْقِيَاسَ الْجَمْعُ بَيْنَ الْمُتَمَاثِلَيْنِ فِي الْحُكْمِ .وَقِيلَ :إنَّهُ مَأْخُوذٌ مِنْ الْإِصَابَةِ، يُقَالُ :قِسْت الشَّيْءَ: إذَا أَصَبْته، لِأَنَّ الْقِيَاسَ يُصِيبُ بِهِ الْحُكْمَ، وَحَكَاهَا ابْنُ السَّمْعَانِيّ فِي " الْقَوَاطِعِ ."وَقَالَ الصَّيْرَفِيُّ " :الْقِيَاسُ فِعْلُ الْقَائِسِ، وَهُوَ مَصْدَرُ قِسْت الشَّيْءَ قِيَاسًا، وَهُوَ الْجَمْعُ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ :إمَّا بِالْمُشَاهَدَةِ فِيهِمَا جَمِيعًا، أَوْ أَحَدِهِمَا وَالْآخَرِ بِالْفِكْرِ، أَوْ جَمِيعِهِمَا بِالْفِكْرِ يُعْلَمُ تَسَاوِيهِمَا فِي الشَّيْءِ الَّذِي جُمِعَا مِنْ أَجْلِهِ بِخِلَافِهِمَا."[10]۔

---

[10] البحر المحیط ج۷ ص۶ ط دار الکتبي

قیاس کی اصطلاحی تعریف:"إِنَّهُ عِبَارَةٌ عَنِ الِاسْتِوَاءِ بَيْنَ الْفَرْعِ وَالْأَصْلِ فِي الْعِلَّةِ الْمُسْتَنْبَطَةِ مِنْ حُكْمِ الْأَصْلِ"[11]۔

اس تعریف کو نقل کرنے کے بعد علامہ آمدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "وَهَذِهِ الْعِبَارَةُ جَامِعَةٌ مَانِعَةٌ وَافِيَةٌ بِالْغَرَضِ عَرِيَّةٌ عَمَّا يَعْتَرِضُهَا مِنَ التَّشْكِيكَاتِ الْعَارِضَةِ لِغَيْرِهَا عَلَى مَا تَقَدَّمَ"[12]۔

اس کے بعد قیاس کا موضوع لکھتے ہیں کہ قیاس کا موضوع کیا ہے۔

قیاس کا موضوع:" قَالَ الرُّويَانِيُّ :وَمَوْضُوعُهُ طَلَبُ أَحْكَامِ الْفُرُوعِ الْمَسْكُوتِ عَنْهَا مِنْ الْأُصُولِ الْمَنْصُوصَةِ بِالْعِلَلِ الْمُسْتَنْبَطَةِ مِنْ مَعَانِيهَا لِيَلْحَقَ كُلُّ فَرْعٍ بِأَصْلِهِ"[13]۔

قیاس کی مثال:

قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ "[14]۔

قیاس کرنے والے مجتہد نے خمر کی حرمت کی علت (وجہ وسبب) پر غور کیا تو وہ خمر کا نشہ آور ہونا پایا گیا۔ خمر کے بارے میں تو قرآن میں حکم مذکور ہے، لیکن دیگر منشیات کے بارے میں حکم مذکور نہیں۔ اب آیا ان دیگر منشیات کا استعمال جائز ہے یا ناجائز ہے؟ مجتہد نے غور کیا تو دیگر منشیات میں بھی نشہ آور ہونے کی وہی علت (وجہ وسبب) پائی تو مجتہد نے دیگر منشیات کے بارے میں بھی حرمت کا حکم لگایا یعنی جو حکم خمر (شراب) کا تھا اس کو دیگر منشیات کی طرف متعدی کیا اور ان میں بھی حرمت کا قول کیا۔

تو یہاں خمر "اصل" ہے، دیگر منشیات "فرع" اور حکم حرمت، جو اصل سے فرع کی طرف منتقل کرنے کا قیاس کیا گیا۔

---

[11] الإحکام فی اصول الاَحکام للآمدی ج۳ ص۱۹۰ ط المكتب الإسلامي، بیروت-دمشق-لبنان

[12] الإحکام فی اصول الاَحکام للآمدی ج۳ ص۱۹۰ ط المكتب الإسلامي، بیروت-دمشق-لبنان

[13] البحر المحیط ج۷ ص۱۸ ط دار الكتبي

[14] سورۃ المائدۃ : ۹۰

اور ایک بات یہ بھی ذہن میں رہے کہ قیاس کا مدار علت پر ہے حکمت پر نہیں۔

قیاس کا ثبوت اور اس کی حجیت قرآن و حدیث اور آثار صحابہ کرام علیہم الرضوان اوراجماع سے ہیں لہذا تطویل کے خوف سے اس کو یہاں پر ترک کیا جاتا ہے۔

قیاس کے صحیح اور درست ہونے کے لئے پانچ شرائط کا ہونا ضروری ہے۔عبارت ملاحظہ فرمائیں" فصل شُرُوط صِحَة الْقيَاس خَمْسَة أَحدهَا أَن لَا يكون فِي مُقَابلَة النَّص وَالثَّانِي أَن لَا يتضَمَّن تَغْيِير حكم من أَحْكَام النَّص وَالثَّالِث أَن لَا يكون المعدى حكما لَا يعقل مَعْنَاهُ وَالرَّابِع أَن يَقع التَّعْلِيل لحكم شَرْعِي لَا لأمر لغَوِيّ وَالْخَامِس أَن لَا يكون الْفَرْع مَنْصُوصا عَلَيْهِ"[۱۵]۔

لہذا یہ پانچ شرائط صحتِ قیاس کے لئے نہایت ہی ضروری ہے ورنہ وہ قیاس درست نہیں ہو گا۔

اب ہم اصل گفتگو کی طرف آتے ہیں کہ جو لوگ حساب فلکی پر عمل کرتے ہیں تو وہ لوگ اہل الحدیث میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ حدیث کے مقابلہ میں قیاس اور رائے کو ترجیح دیتے ہیں اور مختلف علتیں تلاش کرتے ہیں لہذا اب رہے اہل الرائے تو وہ لوگ اہل الرائے بھی نہیں ہیں کیونکہ قیاس اور رائے کے صحیح ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ قیاس نص کے مقابلہ میں نہ ہو جبکہ حساب فلکی والے چالیس سے زائد جو کہ احادیثِ متواترہ کے درجے میں ہیں ان کے مقابلہ میں قیاس اور رائے کو ترجیح دیتے ہیں لہذا جو لوگ اہل الرائے ہیں وہ بھی ان قیاس کی شرائط کا لحاظ رکھتے ہیں جبکہ حساب فلکی والے جو کہ مدعی اہل الرائے ہیں وہ قیاس کی اس قسم کا خیال نہیں رکھتے ہیں جو کہ قیاس کے صحیح ہونے کے لئے لازم ہے ورنہ وہ قیاس باطل ہو گا لہذا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حساب فلکی والے شریعت مطہرہ کے جو احکام کے استنباط کے طریقے ہیں ان سے ہٹے ہوئے ہیں لہذا ان کا اہل الرائے میں سے ہونا کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔

---

[۱۵] اصول الشاشی ص ۳۱۴ ط دار الکتاب العربي-بیروت

قیاس کی دوسری شرط کے قیاس نص کے حکم کو تبدیل نہ کرے، حساب فلکی والے جناب نبی اکرم ﷺ سے لے کر نوے کی دہائی تک جو رؤیت ہلال کی سنتِ متواترہ کی یعنی رؤیت بصری وہ لوگ اس رؤیت بصری کے منصوص حکم کو اپنے قیاس کی وجہ سے تبدیل کررہے ہیں اور وہ بھی باطل قیاس سے۔

قیاس کی تیسری شرط کہ وہ قیاس ایسے حکم کی طرف متعدی نہ ہو جس کا معنی سمجھ سے باہر ہو، لہذا حساب فلکی والوں کا رؤیت بصری سے رؤیت علمی مراد اسی قبیل سے ہے۔

قیاس کے درست ہونے کی چوتھی شرط وہ تعلیل کسی حکم شرعی کے لئے ہو جبکہ حساب کے ذریعہ سے رؤیت ہلال کا فیصلہ کرنا حکم شرعی نہیں ہے بلکہ یہ حساب کے ذریعہ سے رؤیت ہلال کا فیصلہ کا شریعت کے خلاف ہے۔

لہذا حساب فلکی پر عمل کرانے حضرات نہ اہل الحدیث ہیں اور نہ ہی اہل الرائے ہیں۔

یہاں پر ایک سوال ہوتا ہے کہ حساب فلکی والے قیاس پر عمل نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ حدیث پر عمل کرتے ہیں؟

ہم اس کے دو جواب دیتے ہیں ایک جواب تحقیقی ہے اور دوسرا جواب الزامی ہے۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ حساب فلکی والے قیاس پر ہی عمل کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ خود ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے لکھا ہے عبارت ملاحظہ فرمائیں "إن الأخذ بالحساب القطعي اليوم وسيلةً لإثبات الشهور: يجب أن يقبل من باب "قياس الأولى""[16]۔

یہ عبارت سب سے واضح ترین ہے کہ خود انہوں نے حساب فلکی کو دخولِ شہر کا وسیلہ مانتے ہوئے اس کے قبول کرنے کو واجب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ قیاس کے باب میں سے ہیں۔

الزامی جواب یہ ہے کہ اگر حساب فلکی حدیث شریف پر عمل کرتے ہیں تو ایک حدیث بطور دلیل پیش کریں جس میں وضاحت سے حساب پر عمل کرنے حکم دیا ہو اور رؤیت کے حکم کی نفی ہو۔

---

[16] الحساب الفلكي وإثبات أوائل الشهور للدكتور يوسف القرضاوی وانظر ایضا http://islamport.com/w/fqh/Web/5528/1.htm

خلاصہ یہ نکلا کہ حساب **فلکی** ادلہ اربعہ میں سے کسی بھی ایک دلیل سے ثابت نہیں ہے جو کہ حساب **فلکی** کے باطل ہونے کے لئے کافی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جناب نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ کے مطابق زندگی گذرانے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العلمین۔

کتبہ عبدالوہاب حسن

۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ بمطابق ۲۲ اگست ۲۰۲۲ء